آفتاب

جلد ۵ نمبر ۸ — ۷۸۶ — اگست سنہ ۱۹۲۰ء

ادبی شعاعوں کا دلکش منظر
ملک کے سربرآوردہ اہلِ قلم کا ماہوار دماغی ذخیرہ

بہ سرپرستی

مجسم ایثار معاونِ علم و فضل ہز ہائینس سری مہاراج رانا سر بھوانی سنگھ بہادر والیِ ریاست جھالاوار دام اقبالہ۔

مرتبہ

افسر الشعراء آغا شاعر قزلباش دہلوی۔ ایڈیٹر۔

مقام اشاعت۔

دفتر آفتاب قلعہ معلی جھالراپاٹن (راجپوتانہ)

سنٹرل جیل پریس میں چھپ کر شائع ہوا

قیمت دو روپیہ سالانہ مع محصول

فہرست مضامین

بابت ماہ اگست ۱۹۲۰ء

جلد ۵ نمبر ۸

حصۂ نظم

آفتاب

پہلی کرن

مغربی روشنی میں اُردو کا دور جدید

نمبر (۳)

بس اب صرف دو صورتیں ہیں جو موئی شدنی کی محتاج ہیں۔ ایک تو یہی کہ اُردو زبان جیسے اُسکے اسوقت چھن ہیں بگڑتے بگڑتے بالکل تحت نحت ہو جائے۔ اور یا دفعتاً کسی نئے انقلاب سے تمام خرابیاں دور ہو کر یہ ایسے معراج کمال پر جا پہنچے کہ زندہ زبانیں بھی اسے دیکھکر جل مریں کوئیلوں پر لوٹ لوٹ جائیں۔ آخری صورت کے لئے سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہیں کہ ملک کے سرمایۂ ناز علم دوست فرماں روا۔ باپ خیر اور ہندوستان کے سب سے زیادہ خیر طلب حکمراں حضور پُرنور ہز اگزالٹیڈ ہائنس نواب میر عثمان علی خاں بہادر خسرو حیدرآباد دکن زاد اللہ ملکہ وسلطنتہ' ادہر بہت زیادہ توجہ فرمائیں۔ چشم بددور حیدرآباد اسوقت

ہر فن ہوا ہے اور ہر علم و کمال کے ماہرین کا مرکز گنا جاتا ہے۔ اُردو کو دکن سے ایک قدیمی نسبت ہے جسکو جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں بلکہ یہ ہرگز مبالغہ نہیں کہ دکن ہی سے اُردو نے جنم لیا اور اب دکن ہی اُسے سرسبز بھی کرسکتا ہے۔ یونیورسٹی بھی اگر تمام روئے زمین پر کہیں موجود سمجھی جائے تو وہ بلدہ ہی کی مینو سواد سرزمین ہے۔

اکابرین فن کلام قدیم و جدید عینکیں لگائے اب بھی وہاں کام کررہے ہیں اسلئے اعلیحضرت بندگان عالی دام اقبالہٗ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں اگر وہ ایما فرمائیں اور اُردو کی ترقی کے لئے خاص خاص جریدے نافذ فرما کر ایک خاص اسکیم ترتیب دیجائے بچے کھچے ٹوٹے پھوٹے اہل قلم ہندوستان میں جہاں کہیں بھی موجود ہوں اور جسقدر زمانہ سردست مُہیا کرسکے سب کی حوصلہ افزائی فرما کر اسی سلسلہ میں منسلک کرلیا جائے دلی اور لکھنؤ کا اب کوئی اجارہ نہیں۔ کام کام۔ کام۔ اسلئے جنکے قلم سے بے تکلف دلکش بشستہ و رفتہ اُردو کی ندیاں بہتی دیکھی جائیں اُسی کو انتخاب کیا جائے اور اُسی کے ہم پلہ ممبر اس سوسائٹی یا انجمن میں شریک کئے جائیں باقی سب تکمیل باہر مغربی تعلیم یافتہ نوجوان پارٹی اُنکی ممد و معاون بنے اور ایک دوسرے کی معلومات کا ادلہ بدلا ہوتا رہے۔ اسطرح مغرب کی گلکاریاں مشرقی انداز میں صرف ہوکر اک ایسا سرمایہ فراہم ہوجائیگا جس سے اُردو مالا مال ہوجائیگی اور رفتہ رفتہ ہر ضرورت کے الفاظ وہ اپنی جھولی ہی میں سے پھینکدیا کریگی۔ آئندہ نسلیں بھی اُس سے بار آور ہوتی رہینگی۔ رفتہ رفتہ لغویات سے نروئی ہوکر وہ خودبخود اپنی پرانی کینچلی کو بدل ڈالیگی۔ ہاں البتہ یہ خاص خاص دماغوں کا کام ہے کہ وہ زندہ زبانوں کے جامع الفاظ۔ سہل ترکیبیں نازک اور قابل قبول اصطلاحیں ہماری موجودہ زبان میں شامل کرسکیں۔ متروکات کو دور ہی سے سلام کیا جائے۔ اس سلسلے نے پہلے ہی زبان کو بہت دیوالیہ کردیا ہے

بلکہ جہانتک ہوسکے کثرت سے ضروری الفاظ کا خزانہ بہم پہنچایا جائے نثر و نظم کے لئے بھی ایک خاص معیار مقرر ہونا چاہئیے۔ اگر ویسی نثر اور اُس قسم کی نظم نہو تو کبھی اُسکی اشاعت نہ کیجائے۔ نثر میں چھوٹے چھوٹے فقرے سُتھری ترکیبیں بیشستہ و رفتہ الفاظ ہوں مبتدا و خبر نہایت قریب اور عام فہم۔ اور سب سے زیادہ حقیقی جذبات اور لفظوں میں قدرت پیدا کرکے عبارت کو زوردار کیا جائے۔ گنجلک کا نام نہو۔ ترجموں کے لئے اگر ہم معنی لفظ نہ ملیں تو کچھ پروا نہیں وہی لفظ جو اُس ضرورت کو پورا کردیں بجنسہ لکھدیئے جائیں اور پھر اُسکا رواج دیا جائے۔ البتہ وہ الفاظ اس سلیقے سے چُنے جائیں کہ کانوں کو اُنکی تذکیر و تانیث اور ہلکا بھاری پن بُرا نہ معلوم ہو۔

سائنٹفک۔ فلسفانہ اور علمی دقیق مسائل بھی وہی لوگ ترجمہ کریں جو مغربی و مشرقی چمنستان کی ہوائیں کھاچکے ہوں اور جنکو دونوں زبانیں خاص طور پر رواں ہوں۔ رسم و رواج پر کافی عبور ہو۔

یہ بھی بہت ممکن ہے کہ اہلِ زبان اور اہلِ خیال کی دو جماعتیں جُدا گانہ ہوں اہلِ زبان مشرقی اہلِ قلم اور مانے ہوئے ادیب ہوں۔ اہلِ خیال مغربی علوم و فنون سے آراستہ اور مشرقی زبان سے بھی کافی چیکار رکھتے ہوں۔ وہ مغربی خیالات کو مشرقی انشاء پردازوں کے سامنے رکھیں اور مشرقی ماہرین ہم معنی الفاظ کو جانچیں۔ اگر ترجمہ میں خاص الفاظ صرف کئے گئے ہوں جنکا مفہوم وہ خود نہ سمجھتے ہوں تو مغربی اساتذہ سے بے تکلف اُنکی نوعیت معلوم کریں اُسوقت اگر اُنکی زبان یاری دے تو ہم معنی لفظ پیدا کردیں فبہا ورنہ بحالت مجبوری بجنسہ وہی لفظ داخل ترجمہ بحال سمجھے جائیں۔

نظم میں حقیقی جذبات۔ متانت۔ چُستی۔ بندش اور خیال بندی دستور العمل بنائے جائیں۔ ضرورت زمانہ کا لحاظ رہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو نتیجہ خیز۔ ملکی۔ مالی۔ اور قومی کارآمد

باتوں میں وقت صرف کیا جائے - اخلاق سے آراستہ ہوں - جنسے پبلک یا عام بندگان کا کوئی نہ کوئی فائدہ مقصود ہو - ورنہ لغو بیہودہ اور بے ضرورت پوچ تک بندیوں اور ہرزہ سرائی کی کوئی ضرورت نہیں - ضرر رساں لٹریچر پہلے ہی ملک میں بیحد بھرا پڑا ہے - اب اِسے جرمن تارپیڈو کے ساتھ اُڑا دیا جائے -

رائج الوقت بحور اور قوافی کی قید اُسوقت تک جاری رہیگی جب تک زمانہ کوئی نیا آہنگ نہ اختیار کریگا -

نظم کے کاملین بھی آفتاب کے ضرورت مند ہیں اُنہیں میں اُنکے امتحان لئے جائیں اور کامیاب حضرات کو خاص خاص سندیں بھی عطا ہوں جنسے ملک میں اُردو زباں داں ہونے کی رغبت - شوق اور حوصلہ پیدا ہو -

اکابرین فن - خاص خاص مضامین اور ضروری مسائل کے لئے چیدہ چیدہ مبحث پیدا کریں - اُنہیں پر مصنفین کتابیں لکھیں - ترجموں کا شغل بھی بڑھتا جائے اور زندہ زبانوں کی ترقی کے راز کو سامنے رکھکر اپنی موجودہ زبان کو ترقی کے زینے پر پہنچانے کی کوشش کیجائے - اسطرح ہم جو بولتے ہیں وہ ہی نظم بھی کرینگے اور جو ہمارے دل و دماغ میں خیالات موجزن ہوتے ہیں انہیں کی کاغذ پر لہر بھی نظر آئیگی -

فن تقریر - ڈراما اور خیال بندی اُردو کی آئندہ ترقی اب انہیں شعبوں کی ترقی اور درستگی پر موقوف ہے - یہی چیزیں آگے چلکر حیرت انگیز ترقی کرنے والی ہیں - اِسلئے اِنکے ماہرین کی بے حد حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے - بس اللہ اللہ خیر صلاح - یہی وہ میرے پریشان خیالات تھے جنکو میں لے آئے ہیں نمک کی طرح حاضر کر دیا -

ناظرین آفتاب سے اس بیہم بکواس کی معافی چاہتا ہوں ورنہ میں کیا اور میرے خیالات کیا - ہاں البتہ میں نے رطب و یابس - خشک و تر - باغ و بہار جھاڑ

جھنکار۔ گل و غنچہ اور خس و خاشاک۔ تھوڑا بہت اپنی بساط کے موافق سب ہی کچھ کاغذ پر رکھ دیا ہے۔ اگر ان میں کام کی باتیں ہوں تو نظرباز خود پہچان لینگے کیونکہ ایک تہیدست کے ہاتھ سے گرانقدر موتی لے لینے میں موتی کی کچھ شان و آبرو میں فرق نہیں آتا۔ ورنہ من آنم کہ خود را خوب میدانم ؎

بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا ؎ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی ؎

آیڈیٹر

افسر الشعراء

نہ اٹھونگا در پیر مغاں سے
گھٹا برسے گی جب تک آسماں سے

کسی کا ذکر ہو سننے سے مطلب
الجھتے ہیں ہماری داستاں سے

جبین یار سے چھٹتی ہے افشاں
ستارے جھڑ رہے ہیں آسماں سے

رہے محشر میں بھی حاضر جوابی
کوئی دو چار فقرے ہوں رواں سے

کسی دن چرخ بھی پامال ہو گا
زمیں کا کام لوگے آسماں سے

مجھے بھاتا ہے اپنا کنج عزلت
الگ رہتا ہوں میں سارے جہاں سے

بہت سن لی بس اب آپے میں رہیئے
نکل جائے نہ کچھ میری زباں سے

میری وحشت کو یہ بیتابیاں ہیں
ذرا دیکھوں بچیا دامن کہاں تک

ابھی میں تیری چتون دیکھتا تھا
خدا جانے پڑی برچھی کہاں سے

کمر باندھی ہے کیوں خونریزیوں پر
یہ خنجر ہاتھ آیا ہے کہاں سے

چراغ باغ ہستی ہیں گل تر
جلا رکھے ہیں بلبل نے فغاں سے

تبسم زیر لب رخ پر لٹیں ہیں
یہ نٹ دھاری بنے آئے کہاں سے

کبھی ہم نے سنا درد محبت
کبھی ہم نے کہا اپنی زباں سے

مبارک حضرت آصف مبارک
مبارکباد شاعر کی زباں سے

اہل مریخ کرۂ ارض والوں سے باتیں کرنی چاہتے ہیں

یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ آیا ستارہ مریخ میں بھی آبادی ہے۔ اسمیں بھی ہماری جیسی مخلوقات اور روئیدگیاں آبشار چاند۔ ستارے۔ دریا۔ پہاڑ ہیں یا نہیں۔ کچھ نیا مسئلہ نہیں۔ دنیا میں یہ سوالات اس سے پہلے بھی مدتوں کئے جا چکے ہیں۔ بلکہ ۱۸۹۹ء میں تو اس پر اسقدر بحثیں ہو چکی ہیں کہ صدہا رسالے اور مضامین کا ذخیرہ اکٹھا ہو گیا۔ موجودہ ماہرین فن سائنس۔ امریکہ۔ فرانس۔ جرمنی اور انگلستان میں اس مسئلے کے متعلق متضاد رائیں رکھتے ہیں۔ کچھ لوگ نہایت عالم فاضل اہل اس امر کے موافق ہیں بلکہ تصدیق کرتے ہیں اور کچھ لوگ بالکل خلاف اور کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ مخالف اپنے دعوی کے لئے دلیلیں پیش کرتے ہیں اور موافق اپنے دعوے کو ثابت کرتے ہیں اسکو جانے دیجئے۔ دنیا کا دستور یہی ہے ؎ اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے لیکن فی الحال مسٹر مارکونی صاحب انگلستان کے فن برق کے دیوتا۔ جو کچھ فرماتے ہیں وہ بیان قابل غور ضرور ہے یہ مارکونی صاحب اسوقت تمام دنیا میں کشاف اعظم کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ موجودہ بے تار کے خبر رسانی آپ ہی کا ایجاد ہے اور برقی لاسلکی رسم الخط پر آپ کو ید طولی حاصل ہے۔ چنانچہ مسٹر مارکونی صاحب کی جدید تحقیق یہ ہے کہ مجھے وقتاً فوقتاً اس بے تار کی تار برقی لاسلکی کے ذریعہ سے عجیب عجیب قسم کی صدائیں آتی ہیں جو ضرور ایسی علامتیں ہیں جنکا مبدا بہت ممکن ہے کہ کرۂ ارض سے باہر ہو۔ چنانچہ ان آوازوں میں ایک حرف S (جسکی علامت لاسلکی رسم الخط میں تین نقطے ہیں) کی شناخت ضرور ہونے لگی ہے یہ آوازیں لندن (انگلستان) اور

نیویارک (امریکہ) میں نہ صرف ایک ہی وقت میں پیدا ہوئی ہیں بلکہ انکی قوت بھی دونوں جگہ بالکل مساوی ہوتی ہے۔

نوٹ:- صد آفریں، صد مرحبا۔

تو کارِ زمیں را نکو ساختی ÷ کہ با آسماں نیز پرداختی ÷

قلمکار قدرت

سلطان صلاح الدین غازی کے مزار پر

چند اشکِ حسرت

عالیجناب کپتان اے کے تاباں انفنٹری نمبر (۵) چھاؤنی مُرار - گوالیار

آہ اے سلطانِ والاشان تیرا کروفر
جسپہ دنیا آج تک کرتی ہے حسرت سے نظر

کارنامہ تیرا زیبِ صفحۂ اسلام ہے
دشمنوں کے دلپہ ابتک نقش تیرا نام ہے

بعد مُردن بھی حریفِ کینۂ اعدا ہے تو
کیوں نہو کیسے بہادر باپ کا بیٹا ہے تو

باپ جسکے نام نامی سے تجھے اعزاز ہے
تو وہ بیٹا جسپہ ایسے باپ کو بھی ناز ہے

کچھ خبر ہے تجکو اے اسلام کے پشت و پناہ
تو وہ تیرِ ستم ہے آج تیری خوابگاہ

کیا ہوا وہ رعب وہ شاہی کی سطوت اب کہاں
مقبرے پر تیرے دیکھے میں نے گوروں کے نشاں

واہ اے سلطان تیرا حلم تیری تمکنت
سلطنت کو فخر تجھپر۔ تجکو نازِ سلطنت

اے معاذ اللہ تو اور شیوۂ کبر و منی!
بُردبار ایسا ہی تھا تلوار کا جیسا دھنی

آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا اے شہِ عالی ہمم
بندۂ حرص و ہوا کرتے رہے گستاخیاں

جوتیاں پہنے ہوئے پھرتے ہیں تیری قبر پر
اور تو ہے فرطِ خودداری سے بالکل بیخبر

مٹ نہیں سکتے ہیں لیکن نقش تیرے نام کے
تاقیامت نام تیرا ساتھ ہے اسلام کے

نورِ ایماں کو عداوت کر نہیں سکتی ہے ماند
سچ کہا ہے "خاک ڈالے سے کہیں چھپتا ہے چاند"

ئ نپولین شہنشاہ فرانس نے اس مزار پر گولہ باری کی تھی اور تمام عمارت پر جو سونا چڑھا ہوا تھا یا جڑاؤ کام سب اُتار لے گیا۔

نصفُ النّہار

عِصمت

ماں کا خط

مصورِ غم مولانا عبد الراشد الخیری دہلوی کے قلم سے

ہر مزی بیگم کو ماں کی طرف سے بہت سی دعائیں. بیٹی تمہارا خط آئے پانچواں دن ہے روز ارادہ کرتی تھی کہ جواب لکھوں مگر گھر کے جھگڑوں سے چھٹکارا ہی نہیں ہوتا ادھر ماماؤں کی جھک جھک پٹ پٹ ادھر بچوں کی چیخم دہاڑ اور سب سے زیادہ تمہارے ابا جان کی علالت غرض دن اسی جھگڑے میں ختم اور صبح اسی چکر میں شام ہو جاتی ہے۔ آج نماز پڑھتے ہی صبح صبح خط لکھنے بیٹھ گئی. خدا کرے پورا ہو جائے. کیا کروں سیدھی آنکھ کی عجیب کیفیت ہے ایک سطر لکھوں یا ٹانکا بھروں ڈھل ڈھل پانی بہنے لگتا ہے ممیرے کا سرمہ نیم کا کاجل- لاہور کا شیراغ- دہلی کا تریاق بصر سب کچھ لگا چکی فائدہ نہیں ہوا یہ ہی ہاتھ پاؤں تھے یہی آنکھیں یہ ہی دن تھے اور یہ ہی راتیں چھ چھ سات سات گھنٹے میں مردانی قمیضیں اُٹھائی ہیں- آج گز بھر کی ترپائی کو دوسروں کی محتاج ہوں. حسرت اور اچنبھا نہیں زندگی کے آسمان پر اعضاءِ انسانی چاند کی طرح بڑھ اور گھٹ کر دیکھنے اور سمجھنے والوں کو بہت کچھ سمجھا اور بتا رہے ہیں جس گھر میں کل چودھویں رات کا چاند چمک چمک کر در و دیوار کو منور کر رہا تھا آج وہی گھر ہے اور وہی چاند مگر قمر ہلال ہو گیا اور جس انگنائی میں چادر مہتاب بچھی ہوئی تھی وہاں اندھیرا گھپ پڑا ہوا ہے۔ وہ بھی ایک وقت تھا